کشمیر میں سلطان زین العابدین کی مروجہ سیاسی و دفاعی اصلاحات

ایک جائزہ

ڈاکٹر سید علی رضا
اسسٹنٹ پروفیسر کشمیریات
اورینٹل کالج، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

POLITICAL AND DEFENCE REFORMS
INTRODUCED BY SULATAN ZAINUL ABIDEEN IN KASHMIR

Syed Ali Raza, PhD
Assistant Professor of Kashmiryaat
Department of Kashmiryaat, University of the Punjab, Lahore

Abstract

Bud Shah is known as a great Muslim ruler of Kashmir. During his reign, Kashmir was a strong defensive region of the Sub Continent. Kashmir remained a symbol of a great geo political State of Asia. Bud Shah implemented good policies to enhance the State's defensive and political prosperity by utilizing his God gifted abilities. He paid special attention towards his nation and provide them peaceful enviornment to achieve glorious future for his peoples.

Keywords:

کشمیر، سلطان زین العابدین، بڈ شاہ، سمرقند، پنجاب، خراسان، سندھ، دہلی

سلطان زین العابدین کشمیر کا ایک عظیم فرمانروا و سلطان گزرا ہے جو اپنی قابلیت واہلیت کی بنا پر بڈشاہ یعنی عظیم بادشاہ کے لقب سے جانا جاتا ہے۔بڈشاہ کی شہرت،عدل وانصاف،علم دوستی،معاشی وثقافتی ترقی کی وجہ سے ملکی باشندوں کے علاوہ غیر ملکیوں کی سماعت تک بھی پہنچی۔یہی وہ ملکی شہرت تھی جس نے کشمیر کی پیشانی پر زوال کا ٹیکہ مٹا کر اس کے سر پر عروج کا تاج رکھا۔بڈشاہ نے اپنے دورِ حکومت میں دیگر ممالک سے روابط کو پروان چڑھایا اور تعلقات کو اپنی پالیسیوں کی بنا پر مزید استحکام بخشا۔یہی وجہ تھی کہ وہ جب اپنے غیر ملکی مراسم کو تقویت دینے کے لیے سمرقند پہنچا تو اسے کشمیر کو سمرقند بنانے کا خواب پورا ہوتا نظر آنے لگا۔اسی کاوش کو دیکھ کر دوسرے ممالک کے بادشاہوں نے بھی کشمیر کا رُخ کیا۔اس نے خود بھی کئی غیر ملکی حکمرانوں سے سفارتی تعلقات بڑھائے اور ان کے ساتھ دوستی کا ہاتھ بڑھایا۔اس حوالے سے ڈاکٹر ایم ایس ناز ''کشمیر عہد بہ عہد'' میں لکھتے ہیں:

> ''اس نے خراسان،ترکستان،آذربائی جان،جیلان،مصر اور حجاز میں اپنے سفیر بھیجے،جو وہاں کے حکمرانوں کے نام سلطان کی طرف سے قیمتی تحائف اور محبت وخیر سگالی کے پیغامات لے کر گئے اور کامیاب لوٹے۔''(۱)

سلطان زین العابدین کے دورِ حکومت میں کشمیری معاشرہ دن دُگنی رات چگنی ترقی کر رہا تھا۔اس ترقی کی بنیاد پر جن ریاستوں سے بڈشاہ کی حکومت کے سفارتی تعلقات قائم ہوئے اُن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

خراسان اور ماوراالنہر سے سفارتی تعلقات

کشمیر کو علوم وفنون کا مرکز بنتے ہوئے دیکھ کر خراسان اور ماوراالنہر کے تیموری حکمران مرزا ابوسعید (۱۴۵۲-۶۷)(۲) نے سلطان کے دربار میں اپنا سفیر بھیجا،جو اپنے ساتھ عربی گھوڑے اور بلخی اونٹ لایا۔سلطان نے اس کی بڑی عزت افزائی کی اور واپسی پر مرزا ابوسعید کے لیے زعفران،کاغذ،مشک،شال اور دوسرے قیمتی تحائف بھی ارسال کیے۔

سمرقند سے سفارتی تعلقات

سمرقند جو امیر تیمور کے دور میں علم وادب کا مرکز تھا،اس کی وفات کے بعد اس کا بیٹا شاہ رخ اس کی

مروجہ تہذیب وثقافت کا سرپرست بنا۔ وہ بھی کشمیر میں ہونے والی ترقی سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ شاہ رخ (۱۴۰۴۔۴۷)(۳) خود بھی ادب اور سائنس کا بڑا سرپرست اور شوقین تھا۔ اس نے بڈ شاہ کو ہاتھی اور بہت سے قیمتی جواہرات روانہ کیے۔ سلطان نے بھی اس کے جواب میں شکریہ کے طور پر قیمتی اور نادر کتب ارسال کیں۔ بڈ شاہ کی علم دوستی کا اندازہ اس خط کے جواب سے بھی ہوتا ہے جس میں اُس نے شاہ رُخ کو لکھا کہ اگر وہ قیمتی جواہرات کے بجائے اس کو علما اور کتابوں کا تحفہ روانہ کرتا تو وہ اس کو زیادہ پسند کرتا۔ اس کے جواب کے طور پر شاہ رخ نے دوبارہ سلطان کو چھ سو علما (۴) کے ساتھ قلمی نسخے تحفہ کے طور پر بھیجے۔

گوالیار سے سفارتی تعلقات

بڈ شاہ کے دورِ حکومت میں گوالیار کا راجہ ڈوگرہ سنگھ (ڈونگر سین) تھا۔ جب اس کو معلوم پڑا کہ بڈ شاہ کو موسیقی میں دلچسپی ہے تو اُس نے موسیقی پر لکھی ہوئی کتب ارسال کیں پھر اس کی وفات کے بعد کیرت سنگھ (بیٹا راجہ کوپ)(۵) نے بھی بڈ شاہ سے دوستانہ تعلقات استوار رکھے۔

سندھ، بنگال اور تبت سے سفارتی تعلقات

بڈ شاہ نے اپنے دورِ حکومت میں سندھ' بنگال اور تبت کے راجاؤں سے بھی سفارتی تعلقات استوار کیے جو کشمیر میں معاشی ترقی کو استحکام بخشنے کا باعث بن رہے تھے۔

گجرات، مالوہ اور پنجاب سے سفارتی تعلقات

بڈ شاہ نے گجرات' مالوہ اور پنجاب کے سلاطین سے اچھے تعلقات قائم کیے۔ اُس وقت کے سلطان محمود اول اور بہلول لودھی سے خاص طور پر تحائف کا لین دین جاری رہا۔ پنجاب میں گکھڑ راجہ جسرت خان تھا (۶) اس نے سمرقند سے واپسی پر پنجاب میں اپنی ریاست بنائی تھی۔ یہ بڈ شاہ کا خاص دوست تھا جس کی بنا پر ان کے درمیان سفارتی تعلقات بڑے مستحکم تھے۔

بڈ شاہ ویسے بھی اس کا احسان مند تھا کیوں کہ اس نے علی شاہ کے خلاف جنگ میں بڈ شاہ کی بڑی مدد کی تھی۔ بعد میں اگرچہ اس نے پورے پنجاب کو فتح کر لیا ماسوائے دہلی کو اور آخر میں یہ مبارک شاہ سے شکست کھا کر بڈ شاہ کے پاس پناہ گزین ہو گیا۔

دہلی کے سلاطین

دہلی کے چار بادشاہ ابوالفتح مبارک ۸۲۴ھ‘ سلطان محمد شاہ ۸۳۷ھ‘علاؤالدین ۸۴۹ھ اور بہلول لودھی ۸۵۵ھ بڈ شاہ کے ہم عصر سلاطین تھے۔

دکن کے سلاطین

دکن میں سلطان احمد شاہ بہمنی‘ نظام شاہ اور محمد شاہ بہمنی ہم عصر سلاطین تھے۔

گجرات کے سلاطین

گجرات میں سلطان احمد شاہ‘ محمد شاہ‘ سلطان قطب الدین‘ داؤد اور محمود شاہ بڈ شاہ کے ہم عصر سلاطین تھے۔

مالوہ کے سلاطین

مالوہ میں ہوشنگ محمد شاہ اور محمود خلجی سلطان کے ہم عصر سلاطین تھے۔

بنگال و بہار کے سلاطین

بنگال و بہار میں سلطان احمد بن سلطان جلال الدین‘ ناصر الدین اور ناصر شاہ زین العابدین کے ہم عصر سلاطین تھے۔

جونپور کے سلاطین

جونپور میں بڈ شاہ‘ ابراہیم شرقی محمود شرقی اور حسین شاہ بڈ شاہ کے ہم عصر سلاطین تھے۔

سندھ کے سلاطین

سندھ میں جام تغلق بن جام سکندر‘ جام مبارک‘ جام سنجر اور جام نظام الدین زین العابدین کم ہم عصر سلاطین تھے۔

پنجاب کے سلاطین

پنجاب میں اُس وقت جسرت بڈ شاہ کا ہم عصر سلطان تھا اور اس کے ساتھ بڈ شاہ کے سفارتی تعلقات بھی تھے۔

بڈ شاہ کے معاصرین یورپین حکمران

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ بڈ شاہ کا تذکرہ اُس کے معاصر یورپین حکمرانوں کی سماعت تک بھی رسائی حاصل کر چکا تھا۔ کیوں کے بہت سے یورپین سیاح کشمیر کی خوبصورتی کے ساتھ ساتھ دوسری ہونے والی تبدیلیوں کے اثرات بھی قلم بند کر رہے تھے۔ یہ تحریریں مختلف جگہوں سے یورپ میں شائع بھی ہو رہی تھیں۔ اس لیے ان معاصر حکمرانوں کا ذکر کرنا بے جا نہ ہوگا۔ ان کے ناموں کی تفصیل ڈاکٹر ایم ایس ناز یوں بیان کرتے ہیں:

> ''سلطان زین العابدین کے معاصرین میں یورپین حکمرانوں میں انگلستان کے ہنری ششم (Henery VI)' سکاٹ لینڈ کے جیمز دوم (James II)' امپائر کے فریڈرک چہارم (Fraderic IV) کے نام قابل ذکر ہیں۔''(۷)

افریقہ کے معاصرین

بڈ شاہ کے دورِ حکومت کے افریقہ کے معاصر حکمرانوں کی تفصیل ڈاکٹر ایم ایس ناز یوں تحریر کرتے ہیں:

> ''جب کہ مراکش' الجزائر اور مصر اور اس زمانے میں ابو محمد عبدالحق بن ابی سید عثمان' ابو زکریا یحیٰ بن زین وغیرہ شامل ہیں۔''(۸)

ایشیا کے معاصر حکمران

ایشیا میں بڈ شاہ کے معاصر حکمرانوں میں اشرف سیف الدین' بارسبائی' العزیز جمال الدین سیف الظاہر سیف الدین جقمق' المصور فخر الدین' عثمان بن جقمق' الوہر شہاب الدین احمد' الظاہر الاشرف (۹) وغیرہ شامل ہیں۔

ترکمانستان کے معاصر حکمران

حکمران جو بڈ شاہ کے معاصر رہے اُن کے ناموں میں قراقیونلس کے سیاہ فام خاندان سے سکندر بن یوسف' مظفر الدین جہاں شاہ بن یوسف' حسن علی اور سفید فام نسل سے نورالدین حمزہ بن قرار یلوق معز الدین جہانگیر اور اذون حسین علی (۱۰) کے اسمائے گرامی ملتے ہیں۔

حجازی معاصرین

بڈشاہی دور میں جو حجازی معاصرین رہے اُن کے ناموں کی فہرست ڈاکٹر ایم اس نازیوں بیان کرتے ہیں:

''حجازی معاصرین میں شریف مکہ علی بن عثمان، علی بن عجلان، علی بن الحسینی، ابوالقاسم بن الحسین اور محمد بن برکات کا نام ملتا ہے۔'' (۱۱)

ہندوستان کے معاصر حکمران

بڈشاہی دور میں ہندوستان کی مختلف ریاستوں میں جو حکمران رہے اُن کے ناموں کی تفصیل ڈاکٹر ایم۔ایس ناز یوں تحریر کرتے ہیں:

''ہندوستان میں ان دنوں دہلی میں خضر خان کے بیٹے معزالدین مبارک سے لے کر بہلول لودھی تک حکمران رہے اور سندھ میں جام نظام الدین، ملتان میں قطب الدین شاہ، جونپور میں محمود شاہ، دکن میں احمد شاہ، گجرات میں محمود بگھارہ، مالوہ میں محمود اول خلجی، بنگال میں نصیر الدین محمود شاہ، اوڑیسہ میں کپیل اچوریا کپیل اندر یؤوجے نگر میں دیورائے دوم، برما میں شینابوا اور سری لنکا میں پرکام باہو ششم کی حکومت تھی۔'' (۱۲)

ملکی و غیر ملکی سفارتی تعلقات کے علاوہ بڈشاہ کی سیاسی حکمت عملی پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ قدرت نے اُسے جس تخت پر بیٹھا دیا تھا اب اُسے بڑی احتیاط کے ساتھ لے کر چلنا تھا کیوں کہ اس زیر اثر دو بڑی تہذیبیں و ثقافتیں خود کو زندہ رکھے ہوئیں تھیں۔اس میں سے کسی ایک کی موت اُس کے تاج و تخت کے لیے خطرہ بن سکتی تھی۔اس لیے اُس نے سیاست کے وہ نمائندہ اصول اپنائے جس سے معاشرہ بکھرنے کی بجائے یکجا ہو جاتا ہے۔اس سیاسی پالیسی نے جہاں معاشرہ کے تمام افراد کو ایک نقطہ پر مرکوز کیا وہاں اُس نے معاشی بنیادوں کو مستحکم کرنے میں مدد کی۔سیاسی پالیسیوں میں معاشرتی اقدار کی پاسداری کرنا، عہدوں کی تقسیم کرنا، قاضی القضاۃ کا عہدہ اپنے پاس رکھنا تاکہ انصاف ہو سکے، قیدیوں کو رہا کروا دینا، قیدیوں کو با مشقت سزا دینا جو ملکی تعمیر کے لیے سودمند ہوں، ہندو کی دل جوئی کرنا، ملک کو چھوڑ کر جانے والوں کو مراعات دے واپس بلانا عدل و انصاف، شفاخانے بنوانا اور وہاں مفت ادویات فراہم کرنا، ہندوں کے لیے مندر اور پاٹ شالے

تعمیر کروانا، اُنھیں فارسی کی تعلیم دلوا کر دربار میں بڑے بڑے عہدے دینا ٗہندوں کی مذہبی کتابوں کے تراجم کرانا ٗمحصول کو ختم کرنا وغیرا ایسے اقدامات تھے جنھوں نے دونوں اقوام اوران کی تہذیب وثقافت کو ایک محور تک آنے میں مدد کی۔انھی سیاسی پالیسوں نے اس کو دونوں اقوام کا ہیرو بنا دیا جب کے اس سے قبل کے سلطانوں کی سیاسی پالیسوں میں یہ کمی رہی کہ اُنھوں ہمیشہ ایسی پالیسیاں بنائیں جن سے مسلمانوں کو فائدہ ہو اور ہندو کو نقصان۔یہی وجہ تھی کہ ہندو کشمیر چھوڑ کر جانے لگے اور مسلم تہذیب وثقافت سے نفرت کرنے لگے۔ مگر بڈ شاہ نے اپنے دور حکومت میں ان تمام پالیسوں کو ختم کر کے ایسی سیاسی پالیسیاں پیش کیں جو کسی بھی معاشرہ کی ترقی وبقا کے لیے ضروری ہوتی ہیں۔

تلوار کی بجائے قلم

اس کی سب بڑی سیاسی و تعلیمی پالیسی یہ تھی کہ اُس نے تلوار کو کم اور قلم کو زیادہ اہمیت دی۔اُس نے خاندانی جذبہ جنگ کو پس پشت ڈال دیا۔بڈ شاہ کا دور اس کے دادا شہاب الدین کے عہد کی طرح فوجی کارناموں کی بجائے معاشی و ثقافتی ترقی میں شہرت یافتہ ہوا۔اُسے جنگ کرنا پسند نہ تھا یہاں تک کہ وہ جلدی کسی کو پھانسی کی سزا نہیں دیتا تھا۔اس نے جنگ وجدل کی بجائے زیادہ تر توجہ علوم وفنون پر دی۔لیکن اب ایسا بھی نہیں تھا کہ اُس کی سرزمین پر کوئی حملہ کرے اُس کے معاشرہ کا شیرازہ بکھیرنے کی کوشش کرے اور اس سلسلہ میں وہ حملہ کرے تو وہ دیکھتا رہے۔وہ اپنے دادا کے فتح کیے ہوئے علاقوں لداخ اور بلتستان کو کیسے واپس جانے دیتا۔اگر ایسا کوئی وقت آیا تو اُس نے اپنے دفاع میں تلوار بھی اٹھائی۔

چنانچہ اُس نے فرقہ چک کے رئیس پانڈو چک کے خلاف تلوار اٹھائی تو بلاوجہ زینہ گیری کی عمارتوں کو گرایا گیا تو سلطان نے اس کو گرفتار کروا کے قتل کر ڈالا۔اسی طرح اُس نے فرقہ کوچگان کے خلاف بھی تلوار اٹھائی جو ملک میں فتنہ وفساد کا باعث بن رہا تھا۔

بادشاہ کے حسن سلوک نے ہندوؤں اور مسلمانوں کو اس قدر گرویدہ کر لیا تھا کہ اگر وہ چاہتا تو ان کو عمر بھر جنگی کارناموں میں لگائے رکھتا۔جبکہ اس کی رعایا کا ہر فرد اس کے ہر دشمن کا مقابلہ کرنے اور ناموس وطن کی خاطر اپنا تن من قربان کرنے کے لیے ہر وقت مستعد رہتا تھا۔(۱۴) جب بھی کسی دشمن نے کشمیر پر حملہ کرنے کی کوشش کی تو وہ ان کے لیے سیسہ پگھلائی ہوئی دیوار بن گیا۔

اگر چہ بڈ شاہ خود اس قدر بہادر اور جنگجو نہیں تھا مگر عوام اس کے ایک اشارے پر مرمٹنے کو تیار رہتی تھی ۔ اس نے نہ صرف کشمیر کو حملے سے بچایا بلکہ تبت کو بھی واپس لیا۔اس حوالہ سے شباب کشمیر میں درج ہے:

''کاشغر کا لشکر، کشمیری لشکر کے مقابلہ پر بہت کم تھا لیکن انہوں نے بڑی جرات اور مردانگی دکھائی ۔کاشغر کے بادشاہ کی افواج نے ہزیمت اٹھائی اور بڑ داور تبت پر بادشاہ نے اپنا عمل دخل کرلیا۔''(۱۴)

اس لیے یہ کہنا ٹھیک نہ ہوگا کہ بڈ شاہ کا دورِ حکومت دفاعی لحاظ سے کمزور تھا ۔ اس نے کوئی فوج نہ تیار کی اور نہ ہی اس نے جنگ کا سازوسامان تیار کیا ۔بالکل ایسا نہیں تھا ۔ بڈ شاہ خود بارود سے دل چسپی رکھتا تھا۔اُس نے اس سلسلے میں آتش بازی کا فن بھی ایجاد کیا اور اس پر کتاب لکھی اور پھر دوسروں کو بھی سکھایا۔اس کے عہد میں تلوار بنانے کا کارخانہ بھی تھا جس میں قسم قسم کی مضبوط تلواریں بنائی جاتی تھیں ۔اگر وہ دفاعی لحاظ سے اتنا کمزور تھا اور اس کے پاس فوج نہ تھی تو جسرت کو کیا ضرورت تھی کہ وہ بڈ شاہ سے مدد مانگتا اس حوالہ سے ''شباب کشمیر'' میں درج ہے:

''یہ بات بالکل قرین قیاس معلوم ہوتی ہے کہ ۸۳۶ھ ہی میں بڈ شاہ نے اس کو فوج اور خزانہ اور جملہ لوازمات جنگ کی مدد دی ہوگی ۔''(۱۵)

دفاعی اور جنگی لحاظ سے بڈ شاہی دور اتنا بھی کمزور نہیں تھا بلکہ اس دور میں کئی فتوحات کا ذکر ملتا ہے جس طرح:

''زین العابدین کو اس کے بعد او ہند کی طرف توجہ کرنی پڑی جس کے سردار کو سکندر نے مغلوب کیا تھا لیکن اس نے علی شاہ کے عہد میں اپنی خودمختاری کا اعلان کر دیا تھا۔ اگر چہ اس کو سندھ کے حکمران کی حمایت حاصل تھی لیکن سلطان نے اس کو شکست دے کر اس سے پھر اپنا اقتدار تسلیم کرایا ۔''(۱۶)

بڈ شاہ اس قدر نیک سیرت اور رحم دل تھا کہ اُس نے علی شاہ کے دور میں اپنے خلاف آواز اٹھانے والے راجگان راجور اور راجہ راجوری کو بھی معاف کر دیا ۔(۱۷) اسی حسن سلوک کی وجہ سے بڈ شاہ کا قبضہ پشاور سے پنجاب اور سرہند تک ہو چکا تھا اگر چہ اس کی حکومت کشمیر پر ہی تھی ۔

بڈ شاہ کا عہد اگر چہ بیرونی سازشوں سے محفوظ رہا مگر اندرونی سازشوں شورشوں اور بغاوتوں سے

نہ بچ سکا۔ یہ سازشیں اس کے تخت نشین ہونے کے ساتھ ہی شروع ہو گئیں جیسا کہ چک سردار پانڈو وانی نے کامراج کے مزدوروں کو ہڑتال کے خلاف اکسایا۔ بعد میں اس پر سلطان نے قابو پا لیا۔ پھر اس نے سلطان کی عمارتوں کو نذر آتش کرنے کا مشورہ بھی دیا اور خود بھی اُس نے سلطان کے دربار کو آگ لگا دی لیکن زیادہ تر بغاوتوں کا آغاز بڈ شاہ کی آخری عمر میں ہوا۔ اس حوالہ سے ''کشمیر عہد بہ عہد'' میں لکھا ہے:

''بڈ شاہ کے آخری دور میں اس کے بیٹوں میں حاجی خان' آدم خاں یا بقول بعض ادھم خان اور بہرام خان ان بغاوتوں کی وجہ سے خاصے بدنام رہے۔''(۱۸)

یہ حالات اس لیے پیدا ہوئے کہ سلطان بڈ شاہ نے اپنے چھوٹے بھائی کو کشمیر کے تاج و تخت کا وارث بنا دیا تھا۔ اس کی وفات کے بعد اُسے اپنے بیٹے حاجی خان کو ولی عہد بنانا پڑا جس سے باقی بیٹوں نے بغاوت کا محاذ کھولا۔ سلطان نے دانش مندی سے کام لیتے ہوئے وقتی طور پر آدھم خان کو سلاک کی مہم پر روانہ کر دیا۔ واپسی پر لوہر کوٹ کی حکومت بھی اُسے دے دی۔

لیکن وہاں حاجی خان نے بیٹے کو باپ کے خلاف بھڑکا دیا۔ بڈ شاہ نے اس کے خلاف محاز آرائی کی۔ اس حوالہ سے طبقات اکبری میں درج ہے:

''سلطان زین العابدین کے خلاف اس بغاوت میں آدھم خان نے اپنے باپ کا ساتھ دیا اور جس وقت ہزیمت کے بعد حاجی خان نے راہ فرار اختیار کی تو آدھم خان نے اس کا تعاقب کر کے اسے زندہ گرفتار کرنے کا فیصلہ کیا مگر باپ نے اِسے روک دیا۔ اس طرح حاجی خان شکست خوردہ فوج کے ساتھ ہیرا پورا اور بھمبر کی طرف بھاگ گیا اور جو باغی فوجی قیدی ہوئے زین العابدین نے ان کے سر قلم کرا دیئے۔''(۱۹)

اس واقعہ کے بعد بڈ شاہ نے آدھم خان کو ولی عہد مقرر کر دیا اور سوچا کہ اب وہ معیار پر پورا اترے گا مگر وہ اس کے برعکس خوبصورت عورتوں میں دل چسپی لینے لگا۔ ظلم و ستم کرنے لگا یہی نہیں بلکہ پورے کشمیر پر حکومت کا خواب بھی دیکھنے لگا۔ یہاں تک کہ ۱۴۵۹ء میں اُس نے سوپور کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ بڈ شاہ نے زندگی میں ہی اپنے تینوں بیٹوں کو باری باری ولی عہد مقرر کیا مگر وہ اُس کے اصولوں اور امیدوں پر پورا نہ اُتر سکے بلکہ اُنھوں نے اس آڑ میں ظلم و ستم اور باپ کے خلاف بغاوت ہی کی جس کی بنا پر بڈ شاہ نے مجبور ہو کر یہ اعلان کر دیا:

"ان حالات میں سلطان بہرام خان کی جانشینی کا فیصلہ بھی واپس لے لیا اور اعلان کر دیا کہ میری موت کے بعد جس میں طاقت واہلیت ہوگی وہی تختِ کشمیر کا وارث ہوگا۔"(۲۰)

بڈشاہ کو آخری دم تک اپنے بیٹوں کی باہمی دشمنی کا دُکھ رہا۔انھوں نے نہ صرف آپس میں لڑائی جھگڑا برقرار رکھا بلکہ باپ کے خلاف بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔وہ آستین کے سانپ ثابت ہوئے۔اس حوالہ سے کشمیر عہد بہ عہد میں لکھا ہے:

"ان مایوس کن حالات میں سلطان قبل از وقت مرنے کی دعائیں کیا کرتا تھا۔بیٹوں کی طرف سے اس کے قلب و ذہن میں گہرے زخم لگے تھے۔اسے دنیا کی ہر شے سے نفرت ہوگئی تھی۔بس ایک دینِ اسلام کی محبت تھی جس کے سہارے وہ زندگی کی باقی گوشہ نشینی میں گزار رہا تھا۔"(۲۱)

تخت تاج نے ہمیشہ بھائی کو بھائی کے خلاف 'بیٹوں کو باپ کے خلاف محاذ آرائی کرنے پر مجبور کیا ہے۔اِدھر کشمیر کا عظیم بادشاہ اپنی سانسیں گن رہا تھا اور اُدھر اُس کے قریبی لوگ سلطنت پر قبضہ کی خاطر آپس میں دست و بازو ہو رہے تھے:

"اِدھر خانہ جنگی ہو رہی تھی اور اُدھر سلطان بسترِ مرگ پر بے ہوش پڑا تھا۔آخر کار ۱۲ مئی ۱۴۷۰ء بروز جمعہ دوپہر کے وقت اس کا انتقال ہوا۔وفات کے وقت اس کی عمر ۶۹ سال کی تھی۔"(۲۲)

بڈشاہ کا جسدِ خاکی مزار السلاطین میں سلطان سکندر کے پہلو میں دفن کیا گیا۔اس عظیم بادشاہ کی وفات پر کشمیر کا ہر فرد رو رہا تھا یہاں تک کہ اُس روز کسی نے بھی اپنے گھر میں آگ نہ جلائی۔

کشمیریوں کی قسمت بدلنے والے اس سلطان کے نہ تو ابتدائی نقوش محفوظ ہو سکے اور نہ ہی آخری۔اُس کی وہ قبر جو یہاں سب سے اونچی بنائی گئی تھی اب اُس کا نام و نشان تک نہیں ملتا۔اِس دُکھ کو محسوس کرتے ہوئے منشی محمد دین فوق یہ اشعار رقم کرنے پر مجبور ہوئے:

خوشیہ چینوں کے لگے رہتے تھے کیا کیا یہ جمگھٹے
جب تک آتا تھا نظر پھولا پھلا یہ گلستاں

ایک ہی گردش میں تیری سب نے آنکھیں پھیر لیں
ایک ہی چشمک میں تو نے کیا کیا اے آسمان
اب نہ وہ گلچین نہ وہ گلبن نہ وہ باغ و بہار
اب نہ وہ محفل نہ وہ ساقی نہ وہ پیر مغان
ہے یہ افسانہ نصیحت اہل عالم کے لیے
ہے زمانہ کے لیے عبرت ہماری داستاں(۲۳)

بڈ شاہ کا عہد دوسرے حوالوں سے بھی بڑا نمایاں ہے ۔اُس کے عہد میں بہت سی فتوحات ہوئیں اوراُس نے اپنے دوست جسرت کی مالی وفوجی مدد بھی کی جواس بات کا اشارہ ہے کہ اس کی حکومت سیاسی و دفاعی لحاظ سے بڑی مضبوط تھی ۔اُس نے ہندوستان ،سمرقند ،گوالیار وغیرہ کے سلطانوں کے ساتھ بڑے مضبوط سیاسی تعلقات قائم کرر کھے تھے ۔ان کے درمیان بہت سے تحائف کا تبادلہ بھی رہا۔

بڈ شاہ کی کی نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ اُس نے تلوار کی بجائے قلم کی طاقت پر زور دیا ۔اس نے علوم وفنون کے لیے کوئی کسر نہ اٹھا رکھی تھی ۔

الغرض ہم کہہ سکتے ہیں کہ بڈ شاہ کا ۵۰ سالہ دورِحکومت سیاسی و دفاعی لحاظ سے تاریخ کشمیر کا عہد زریں تھا۔ بڈ شاہ نے نہ صرف کشمیر کو علم وادب کا گہوارہ بنانے کا خواب دیکھا بلکہ اس کو ایک حقیقی شکل بھی دی۔

☆☆☆☆☆

حوالے

(۱) ڈاکٹر ایم ایس ناز ٗکشمیر عہد بہ عہد ٗمقبول اکیڈمی ٗسرکلر روڈ ٗچوک انارکلی لاہور ٗ۱۹۹۵ ٗص۱۰۲
(۲) عنصر صابری ٗتاریخ کشمیر ٗپروگریسو بکس ٗ۴۰بی اُردو بازار لاہور ٗص۱۰۲
(۳) محب الحسن ٗکشمیر مسلم سلاطین کے عہد میں ٗبیج پبلشرز سیکنڈ فلور ٗسید پلازہ چیٹر جی روڈ ٗاُردو بازار لاہور ٗ۲۰۰۴ ٗص۱۰۳
(۴) ایضاً ٗص۱۸۱

(۵) ڈاکٹر ایم ایس ناز' کشمیر عہد بہ عہد' مقبول اکیڈمی' سرکلر روڈ' چوک انارکلی' لاہور' ۱۹۹۵' ص ۱۰۳

(۶) ایضاً۔ص ۱۰۴ (۷) ایضاً

(۸) ایضاً۔ (۹) ایضاً۔ص ۱۰۳

(۱۰) ایضاً۔ (۱۱) ایضاً۔

(۱۲) ایضاً۔

(۱۳) محمد الدین فوق' شباب کشمیر' دالاالتحقیق والاشاعت فسٹ فلور کمرہ نمبر ۱۳' کوئینز سنٹر لاہور' جنوری ۲۰۰۳' ص ۶۶

(۱۴) ایضاً' ص ۵۳

(۱۵) ایضاً' ص ۱۰۲

(۱۶) ایضاً' ص ۵۵

(۱۷) ایضاً' ص ۱۷۱

(۱۸) ڈاکٹر ایم ایس ناز' کشمیر عہد بہ عہد' مقبول اکیڈمی' سرکلر روڈ' چوک انارکلی' لاہور' ۱۹۹۵' ص ۱۰۳

(۱۹) ابوالفضل، طبقات اکبری، دہلی، س ۔ن ۔ص ۱۲۲

(۲۰) ڈاکٹر ایم ایس ناز' کشمیر عہد بہ عہد' مقبول اکیڈمی' سرکلر روڈ' چوک انارکلی' لاہور' ۱۹۹۵' ص ۱۷۳

(۲۱) ایضاً' ص ۱۷۴

(۲۲) محب الحسن' کشمیر مسلم سلاطین کے عہد میں' مینج پبلشرز سیکنڈ فلور' سید پلازہ چیٹر جی روڈ' اردو بازار لاہور' ۲۰۰۴'
ص ۱۰۲

(۲۳) محمد الدین فوق' شباب کشمیر' دالاالتحقیق والاشاعت فسٹ فلور کمرہ نمبر ۱۳' کوئینز سنٹر لاہور' جنوری ۲۰۰۳' ص ۱۸۲

❁❁❁